REGD No. L. 5254

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

جلد ۴۵/۱۰ — ۳۰ امان ۱۳۳۵ ہش — ۳۰ مارچ ۱۹۵۶ء — نمبر ۷۵

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کی صحت کے متعلق اطلاع

ربوہ ۲۹ مارچ۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے آج صبح صحت کے متعلق دریافت کرنے پر فرمایا:۔

طبیعت اچھی ہے الحمد للہ

احباب حضور ایدہ اللہ تعالےٰ کی صحت و سلامتی اور درازیٔ عمر کے لئے التزام سے دعائیں جاری رکھیں۔

— اخبار احمدیہ —

ربوہ ۲۹ مارچ۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی کو اعصابی تکلیف بدستور ہے۔ پیٹھ کا عضلاتی ابھار ابھی تک تکلیف دے رہا ہے۔ اور طبیعت گری گری رہتی ہے۔ احباب صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے دعا فرمائیں۔

صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب سلمہ اللہ کی طبیعت خدا کے فضل سے بتدریج بہتر ہو رہی ہے۔ اور آپ غالباً تین چار دن تک ہسپتال سے واپس آجائیں گے احباب صحت کاملہ کے لئے دعائیں جاری رکھیں۔

صاحبزادہ مرزا مجید احمد صاحب کا خورد سالہ بچہ ابھی تک اگزیما کی تکلیف کی وجہ سے بہت بیمار ہے۔ اس کے علاوہ کان کے پیچھے کا زخم بھی ابھی چل رہا ہے۔ نیز بچے کی والدہ بھی مسلسل کوفت کی وجہ سے بیمار ہو رہی ہیں۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالےٰ بچے کو کامل و عاجل شفا عطا فرمائے۔ آمین

حضرت مولوی غلام نبی صاحب مصری کی حالت رو بصحت ہے۔ اور طبیعت پورے طور پر سنبھل گئی ہے۔ احباب دعائے صحت جاری رکھیں۔

ڈاکٹر خان صاحب بدستور مغربی پاکستان کے وزیر اعلےٰ رہیں گے

صوبائی اسمبلی کے مسلم لیگی ارکان اکثریت میں ہونیکے باوجود ان کو وزیر اعلےٰ بنانے پر رضامند ہو گئے

کراچی ۲۹ مارچ۔ وزیر اعظم چودھری محمد علی نے کہا ہے کہ مغربی پاکستان اسمبلی کے مسلم لیگی ارکان اس بات پر رضامند ہو گئے ہیں کہ ڈاکٹر خان صاحب بدستور وزارت اعلےٰ کے عہدے پر فائز رہیں۔ وزیر اعظم نے کل بتایا کہ میں نے اس بارے میں صوبے کے اہم مسلم لیگی لیڈروں سے گفتگو کی ہے۔ ان لیڈروں میں میاں ممتاز محمد دولتانہ۔ جناب محمد ایوب کھوڑو اور سردار عبد الحمید دستی شامل ہیں۔ دوران گفتگو میں ان رہنماؤں نے خیال ظاہر کیا۔ کہ اس امر کے باوجود کہ مسلم لیگی ممبران اکثریت میں ہیں۔ ڈاکٹر خان صاحب ہی کو وزیر اعلےٰ رہنا چاہیئے کیونکہ وہ کسی پارٹی سے تعلق نہیں رکھتے۔ اور بالکل غیر جانبدار ہیں۔ نیز انہوں نے استحکام پاکستان کے سلسلے میں بڑی خدمات سرانجام دی ہیں۔ وزیر اعظم نے اس خبر کی بھی تردید کی۔ کہ ڈاکٹر خان صاحب نے کوئی سیاسی پارٹی بنائی ہے۔

— کراچی ۲۹ مارچ۔ مرکزی حکومت نے مہاجرین کے لئے کراچی کے قریب ملیر میں ۲ ہزار مکانات تعمیر کئے ہیں۔ ان پر ۳۵ لاکھ روپے لاگت آئی ہے

صاحبزادہ مرزا رفیع احمد صاحب انڈونیشیا سے ربوہ واپس تشریف لے آئے

ریلوے اسٹیشن پر اہل ربوہ کی طرف سے پُرجوش خیر مقدم

ربوہ ۲۹ مارچ۔ مکرم صاحبزادہ مرزا رفیع احمد صاحب ابن حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز انڈونیشیا میں قریباً دو سال تک فریضہ تبلیغ ادا کرنے کے بعد کل شام جناب ایکسپریس کے ذریعہ مع اہل و عیال ربوہ تشریف لے آئے۔ سٹیشن پر اہل ربوہ نے آپ کا پرجوش استقبال کیا۔ خاندان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اکثر افراد صحابہ کرام۔ بزرگان سلسلہ صدر انجمن احمدیہ کے ناظر صاحبان اور تحریک جدید کے وکلاء حضرات بھی آپ کو خوش آمدید کہنے کے لئے بڑی تعداد میں اسٹیشن پر موجود تھے۔ نیز ازراہ شفقت حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی اور محترم جناب مرزا عزیز احمد صاحب بھی تشریف لائے ہوئے تھے۔

جونہی گاڑی سٹیشن پر پہونچی تمام فضا پُرجوش اسلامی نعروں سے گونج اٹھی (باقی صفحہ ۸ پر)

مالٹا کو برطانیہ میں شامل کرنیکا فیصلہ

لنڈن ۲۹ مارچ۔ برطانیہ کے وزیر اعظم سر انتھونی ایڈن نے کل دارالعوام میں اعلان کیا کہ میری حکومت نے مالٹا کو برطانیہ میں ملانے کا فیصلہ کیا ہے۔ اہل مالٹا کو برطانوی دارالعوام میں نمائندگی دینے سے متعلق عنقریب ایک بل پیش کیا جائے گا۔

روسی ماہرین مصر میں ایٹمی پلانٹ قائم کریں گے

قاہرہ ۲۹ مارچ۔ روس نے مصر کو ایٹمی پلانٹ قائم کرنے اور یورینیم مہیا کرنے کی پیشکش کی ہے۔ معلوم ہوا ہے کہ ایٹمی پلانٹ اور تجربہ گاہ قائم کرنے کے سلسلہ میں چار روسی سائنسدان عنقریب ماسکو سے قاہرہ آ رہے ہیں۔

o — o — o — o —

غیر ملکی نمائندوں کی مراجعت وطن

کراچی ۲۹ مارچ۔ یوم جمہوریہ کی تقریبات میں شرکت کی غرض سے مختلف ممالک کے جو خاص نمائندے پاکستان آئے ہوئے تھے۔ ان میں سے آخری نمائندے بھی کل اپنے اپنے وطن روانہ ہو گئے۔ کل جو لوگ روانہ ہوئے ان میں انڈونیشیا پرتگال اور مغربی جرمنی کے نمائندے شامل تھے۔ انڈونیشیا کے خاص نمائندے میجر جنرل عبد القادر نے روانگی سے قبل صدر میجر جنرل سکندر مرزا سے ملاقات کی۔

لیبیا نے اقتصادی امداد کی روسی پیشکش مسترد کر دی

طرابلس ۲۹ مارچ۔ لیبیا نے اقتصادی امداد کی روسی پیشکش مسترد کر دی ہے۔ کل وزیر اعظم جناب مصطفےٰ ابن حلیم نے پارلیمنٹ کے خفیہ اجلاس میں اس کا اعلان کیا۔ لیبیا کو ۱۹۵۱ء سے امریکی امداد مل رہی ہے روس نے حال ہی میں اقتصادی اور فنی امداد کی پیشکش کی تھی۔ جسے اب مسترد کر دیا گیا ہے۔

— کیمبرج ۲۹ مارچ برطانوی فضائیہ کے تحقیقاتی مرکز نے اعلان کیا ہے۔ کہ اس نے ایٹمی توانائی کے استعمال کے بغیر سورج سے سات سوگنا شدید حرارت پیدا کرنے میں کامیابی حاصل کر لی ہے۔

محترم نواب محمد عبد اللہ خان صاحب کی علالت

محترم نواب صاحب کو کل مورخہ ۲۸/۳/۵۶ صبح بخار ۹۹ تھا۔ جو بعد میں کم ہو گیا۔ طبیعت کل اللہ تعالےٰ کے فضل سے نسبتاً بہتر تھی احباب کرام وصحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام محترم نواب صاحب کے لئے التزام سے دعائیں جاری رکھیں۔ کہ اللہ تعالےٰ اپنے خاص فضل سے انہیں صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔ آمین جزاہم اللہ احسن الجزاء

ڈاکٹر مرزا منور احمد۔ ربوہ

ایڈیٹر: روشن دین تنویر بی۔ اے ایل ایل بی

مسعود احمد پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں طبع کرا کر دفتر الفضل ربوہ سے شائع کیا۔

روزنامہ الفضل ربوہ
مورخہ ۳۰ر مارچ ۵۶ء

احمدیت کا فروغ و قیام

الفضل کی اسی اشاعت میں ہم کسی دوسری جگہ سہ روزہ "ایشیا" لاہور مورخہ ۹ر مارچ و ۱۳ر مارچ ۱۹۵۶ء سے ایک مضمون "جو بحث و نظر" کے مستقل کالموں میں "قادیانی تحریک کے متعلق ایک سوال اور اس کا جواب" کے زیر عنوان شائع ہوا ہے بجنسہٖ نقل کر رہے ہیں۔ جیسا کہ احباب کو معلوم ہوگا۔ "ایشیا" ملک نصر اللہ خاں صاحب عزیز کی ادارت میں جو کہ مودودی صاحب کی جماعت اسلامی کے سرگرم رکن اور پرانے صحافی ادیب ہیں اور جماعت احمدیہ کے مانے ہوئے مخالفوں میں سے ہیں۔ شائع ہوتا ہے۔ اسی طرح ہفت روزہ "المنیر" لائل پور بھی جس کے مضمون کے حوالہ سے فاضل مدیر "ایشیا" نے یہ ارشادات رقم فرمائے ہیں۔ جماعت اسلامی کا ہی ترجمان ہے۔ انشاء اللہ کسی آئندہ اشاعت میں ہم المنیر کا مضمون بھی الفضل میں بجنسہٖ نقل کریں گے۔

ہم یہ مضامین اسی لئے الفضل کے ناظرین اور دیگر غور و فکر کرنے والے احباب کے زیر توجہ لانا چاہتے ہیں۔ تاکہ معلوم ہو۔ کہ بعض ہمارے مسلمہ مخالفین احمدیت کی ترقی کو کس زاویۂ نظر سے دیکھتے ہیں۔ اور وہ اس کا تجزیہ کس انداز سے کرتے ہیں۔ ہمیں ان نتائج سے جن پر وہ اپنے نقطۂ نظر سے پہنچے ہیں۔ کوئی رنج نہیں ہے۔ بلکہ ہمیں خوشی ہے۔ کہ ان دوستوں نے ہمیں اپنے نقطۂ نظر سے واقف کرانے میں مداہنت یا بخل سے کام نہیں لیا۔ اور اس سے بڑھ کر یہ امر ہمارے لئے باعث مسرت ہے۔ کہ ان دوستوں نے احمدیت کے بارے میں بحث کے ایک مرحلہ کو تو بالکل طے شدہ تسلیم کر لیا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ خواہ ان کے خیال میں اس کی کیا وجوہات ہوں، احمدیت مسلمہ طور پر روز افزوں ترقی کر رہی ہے۔ اور یہ ترقی وہ باوجود ہر قسم کی مخالفت کے کرتی چلی آئی ہے۔

یہ بات نہ صرف ہمارے لئے باعث خوشنودی ہے۔ بلکہ المنیر اور ایشیا کے فاضل مدیران کے لئے بھی قابل تعریف ہے۔ کہ انہوں نے اس خاص معاملہ میں خالص اندھا دھند اصرار سے کام نہیں لیا۔ اور ایک واضح اور روشن حقیقت کو بڑی حد تک بخوشی تسلیم کر لیا ہے۔ اس لئے ہم انہیں اپنے شکریہ کے مستحق سمجھتے ہیں۔ اور امید رکھتے ہیں۔ کہ اگر انہوں نے یہی روش اختیار کئے رکھی۔ تو انشاء اللہ تعالےٰ احمدیت کے متعلق بعض مزید غلط فہمیاں بھی ان کے دلوں سے رفتہ رفتہ دور ہو جائیں گی۔ اور کوئی دن یقیناً ایسا آ سکتا ہے۔ کہ وہ احمدیت کی مرکزی حقیقت کو بھی جو حقیقت میں احمدیت کی ترقی کا باعث ہے۔ صحیح زاویہ نظر سے دیکھنے لگیں گے۔ اور بہت سے دوسرے لوگوں کی بھی رہنمائی کا باعث ہوں گے۔

یہاں ہم ان احباب کے فائدہ کے لئے ایک پتہ کی بات مختصراً عرض کر دیتے ہیں۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ احمدیت اسلام اور خالص اسلام کے احیاء و تجدید کے لئے کھڑی ہوئی ہے۔ اور کوئی سچا احمدی ایسا نہیں ہے۔ جس کے پیش نظر یہ اور صرف یہ مقصد نہ ہو۔ اس کی بنیاد اسلام کی جاودانی سچائیوں پر ہے۔ جس کا مرکزی نقطہ یہ ہے۔ کہ تعلق باللہ ایک ٹھوس حقیقت ہے۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مفہوم میں اسلام انسان کو حیوان سے بلند کر کے انسان اور انسان سے بلند کر کے با اخلاق انسان اور با اخلاق انسان سے بھی بلند کر کے باخدا انسان بناتا ہے۔ اسی لئے ہم ان احباب کی خدمت میں استدعا کرتے ہیں۔ کہ وہ احمدیت کی مرکزی حقیقت سمجھنے کے لئے صرف دو مختصر کتابوں کو ضرور بغور مطالعہ کریں۔ اول "اسلامی اصول کی فلاسفی" جو سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک لیکچر ہے۔ جو ایک مذاہب کی کانفرنس لاہور میں پڑھا گیا تھا۔ دوم "انقلاب حقیقی" یہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی ایک مطبوعہ تقریر ہے۔

ہم نے یہ استدعا اس لئے کی ہے۔ کہ اگر یہ دوست خاصکر "ایشیا" کے فاضل مدیر احمدیت کی یہ مرکزی حقیقت سمجھ جائیں گے۔ تو انہوں نے احمدیت کے فروغ و قیام کی جو وجوہات بیان فرمائی ہیں۔ وہ وجوہات ہی اپنے حقیقی اور اصلی رنگ میں ان پر انشاء اللہ واضح ہو جائیں گی۔ انہیں معلوم ہو جائے گا۔ کہ یہ باتیں اس شجرۂ طیبہ کی محض شاخیں ہیں۔ جن پر غور کرنے سے اصل کی طرف تو کسی قدر رہنمائی ہو سکتی ہے۔ لیکن وہ اصل نہیں ہیں۔ اور محض ان پر انحصار کر کے کسی تحریک پر حکم لگانا خطرہ سے خالی نہیں ہے۔ فاضل مدیر نے اپنے اس "بحث و نظر" میں ہندوستان کے مسلمانوں کی دینی "تاریخ" مختصراً بیان کی ہے۔ اور انگریزوں کے آنے کی وجہ سے اس پر جو اثرات مرتب ہوئے اور دینی نظریات پر جو قیامت گذری۔ اس کا جائزہ لیا ہے۔ اور اسی غور و فکر کے دوران میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق آپ کے قلم سے بعض نہایت سچی باتیں بھی ادا ہوئی ہیں۔ مگر چونکہ آپ کا تصور احمدیت کی مرکزی حقیقت کے متعلق غلط فہمیوں پر مبنی ہے۔ اس لئے آپ ان حقائق کو ایک نہایت ہی معمولی سی چیز محسوس کرتے ہوئے آگے بڑھ گئے ہیں۔ ورنہ یہ ایسی باتیں تھیں۔ کہ اگر ان پر مزید غور کیا جاتا۔ اور خاصکر احمدیت کے صحیح موقف کی روشنی میں کیا جاتا۔ تو یہی باتیں اسلام کے اس نہایت نکبت کے دور میں عظیم الشان کارنامے نظر آتے۔ ہم یہاں صرف ایک دو باتوں کی طرف توجہ دلاتے ہیں۔ آپ انگریزوں کے کامل استیلاء کے بعد کے زمانے کے متعلق مسلمانوں کی حالت کا نقشہ کھینچنے اور بے دست و پائی اور اضطراب اور تلوار اور استدلال دونوں کی ناکامیوں کا ذکر کر کے فرماتے ہیں:۔

"بالکل یہی کیفیت مرزا غلام احمد قادیانی کے معاملے میں پیش آئی۔ جب وہ اسلام کی حمایت کا علم لے کر اٹھے اور انہوں نے اپنے مخصوص علم کلام سے غیر مسلموں کا مقابلہ کرنا شروع کیا۔ تو مسلمانوں نے ان کو بھی ہاتھوں ہاتھ لیا۔ خصوصاً وہ جدید طبقہ جو مغربی علوم سے مرعوب ہو کر عیسائیت کی طرف راغب ہو رہا تھا۔ اور جسے سرسید کا علم کلام بھی بوجوہ مطمئن نہیں کر سکا تھا۔ اس نے جب یہ دیکھا۔ کہ سرسید کی طرح اسلامی مسلمات کا کھلم کھلا انکار کرنے کی بجائے مرزا غلام احمد قادیانی قرآن ہی سے ان کے انکار کا مواد پیش کر رہے ہیں۔ تو وہ ان کی طرف متوجہ ہو گیا۔ چنانچہ مرزا غلام احمد قادیانی کے زیادہ نمایاں ساتھیوں میں سے اکثر ایسے تھے۔ کہ اگر وہ قادیان نہ جاتے۔ تو عیسائی ہو جاتے۔ مولوی محمد علی ایم اے اور خواجہ کمال الدین اسی قسم کے لوگوں میں سے تھے۔"
(سہ روزہ ایشیا لاہور مورخہ ۹ مارچ ۱۹۵۶ء)

پھر اپنے بحث و نظر کا آپ نہایت غیر مبہم الفاظ میں یہ خلاصہ تحریر فرماتے ہیں:۔

"ہماری گذارش کا خلاصہ یہ ہے۔ کہ اس نے وقت کے بعض سوالوں کا جواب دیا۔ وہ جواب صحیح تھے یا غلط اس سے یہاں بحث نہیں۔ لیکن چونکہ حضرات علماء نے ان سوالوں کا صحیح جواب بھی نہ دیا۔ لہٰذا جن لوگوں کو قادیانی تحریک کا جواب پسند آ گیا۔ وہ اس کے ساتھ شامل ہو گئے۔ اور ایسے لوگوں کو یہ بات نہیں روک سکتی تھی۔ کہ جس جواب کو تم پسند کر رہے ہو۔ وہ غلط ہے۔"
(سہ روزہ ایشیا لاہور مورخہ ۱۳ر مارچ ۱۹۵۶ء)

اگرچہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ عظیم الشان کارنامہ بذات خود آپ کی صداقت کا ایک عظیم الشان ثبوت ہے۔ اسی لئے کہ جس شخص نے ایک نہایت نازک وقت میں جبکہ سفینہ اہل صفا ہچکولے کھا رہا تھا۔ اور خدانخواستہ غرق ہونے کے بہت قریب ہو چکا تھا۔ اس وقت ایک مردے از غیب کا نمودار ہو کر ناخدائی کا ایک ایسا کارنامہ دکھانا کہ سفینہ کو ڈوبتے ڈوبتے پھر استوار کر دینا اور باوجود اس کے کہ جو لوگ اپنے آپ کو فن ملاحی کے استاد سمجھتے تھے۔ وہ تمام کے تمام اپنا زور خرچ کر چکے تھے۔ اور ہمت ہار بیٹھے تھے۔ کیا یہ کچھ بھی نہیں؟

ہاں اگرچہ یہ ایک کارنامہ ہی اسلام کی تاریخ میں ایسا عظیم الشان ہے۔ کہ اس کی نظیر شاید ہی مل سکتی ہو۔ مغربی تہذیب کا ریلہ نہ صرف حکمرانی کی تمام قوتوں بلکہ نئے فلسفی اور سائنسی ہتھیاروں اور اپنی یہودی مکاریوں اور دجالیوں کے ساتھ اسلام پر پل پڑا تھا ــ وہ ریلہ جس نے دنیا کی تاریخ ہی یکسر بدل دی ہے۔ اس کے آگے بند باندھ دینا کیا یہ کچھ بھی نہیں؟

خود فاضل مدیر "ایشیا" کے "بحث و نظر" سے قدرتی طور پر یہ حقیقت پیدا ہوتی ہے۔ اور ایسی ظاہر و باہر ہے۔ کہ ہم حیران ہیں کہ فاضل مدیر اپنی پوری ادبی مہارت سے بھی کس طرح اس کی تقلیل کر سکتے ہیں۔ لیکن یہ بھی حقیقت ہے۔ کہ فاضل مدیر کے انداز خاص سے یہی معلوم ہوتا ہے۔ کہ ان کی نظر میں یہ کوئی بڑی بات نہیں ہوئی۔ اور نہ اس میں اللہ تعالیٰ کا ہاتھ کام کرتا ہوا انہیں نظر آتا ہے۔ لیکن منصفانہ نگاہ رکھنے والے اکثر دوست ایسے بھی ہوں گے۔ جو یقیناً ان ملفوف اعتراضات سے وہی تاثر لیں گے۔ جو ان کا لینا چاہیئے۔ لیکن جو دوست واقعی اسی انداز سے سوچیں گے۔ جس انداز سے ان حقائق پر فاضل مدیر نے غور کیا ہے۔ وہ شاید حقیقت سے کچھ عرصہ دور رہیں گے۔ ایسے تمام لوگوں اور خود فاضل مدیران المنیر و ایشیا کی خدمت میں ہم یہی استدعا کرتے ہیں۔ کہ وہ ضرور احمدیت کی مرکزی حقیقت سمجھنے کے لئے بھی اپنا وقت صرف فرمائیں۔ اور کم سے کم ان دو مختصر رسالوں کا مطالعہ ہمدردانہ طریق سے ضرور کریں۔ جن کا ذکر ہم نے اوپر کیا ہے۔

ہمارے پیش نظر صرف اسلام کا فروغ و قیام ہے۔ (باقی صـــ پر)

امریکہ میں احمدی مجاہدین کے ذریعہ تبلیغ اسلام

ایک کامیاب تبلیغی دورہ

کانفرنسوں۔ کالجوں اور یونیورسٹیوں میں تقاریر۔ ریڈیو اور پریس انٹرویوز

از مکرم چوہدری خلیل احمد صاحب ناصر ایم۔ اے انچارج امریکہ مشن

۲

ایونسٹن کے بعد خاکسار کی مصروفیات شکاگو میں رہیں۔ جہاں پر پہلے تو شکاگو ریڈیو پر پندرہ منٹ تک "اسلام اور موجودہ مسائل" پر انٹرویو براڈ کاسٹ ہوا۔ پھر وہاں کے مشہور اخبار شکاگو ڈیلی نیوز کے نمائندے نے انٹرویو کر کے تصویر کے ساتھ احمدیت کی مساعی پر مضمون لکھا۔ یہ اخبار لاکھوں کی تعداد میں روزانہ کئی ایڈیشنوں میں چھپتا ہے۔

شکاگو میں American friends of the middle East کے ڈائرکٹر Dr. David Collier نے لنچ پر کئی مقامی احباب کے ساتھ مدعو کیا۔ امریکن اہل علم احباب کا یہ واحد ادارہ ہے۔ جو انہماک کے ساتھ یہودی پروپیگنڈا کا مقابلہ کر رہا ہے۔ خاکسار ان کی سالانہ کنونشن میں حال ہی میں نیویارک میں بھی شامل ہو کر آیا ہے۔

ان مصروفیات کے علاوہ شکاگو کے سفر کی تقریب خاص طور پر بائیبل کے اساتذہ کی سالانہ کانفرنس National Association of Bible Instructors میں شمولیت کی دعوت کی وجہ سے پیدا ہوئی تھی۔ اس کانفرنس میں مختلف یونیورسٹیوں کالجوں اور مذہبی اداروں سے بائیبل کے پروفیسرز جمع ہوتے اور عیسویت اور بائیبل کی تعلیم کے سلسلہ میں نئے پیدا ہونے والے مسائل پر غور کرتے ہیں۔ اس دفعہ اس کانفرنس نے ایک Panel Discussion کا انتظام کیا تھا جس میں پانچ اہم مذاہب بدھ ازم۔ ہندو ازم۔ یہودیت۔ عیسائیت اور اسلام کے نمائندگان کو دعوت دی گئی تھی کہ وہ Man's Quest for Community "انسان اور تلاش اخوت و برادری" کے موضوع پر تحریری مقالے پڑھیں۔ جن میں نہ صرف اپنے اپنے مذہب کی تعلیم کو بیان کیا جائے بلکہ یہ بھی کہ اس تلاش میں اس کے مذہب کے پیروؤں کو کہاں تک کامیابی ہوئی ہے۔ اور موجودہ زمانہ میں صحیح منزل تک پہنچنے کے لئے کیا کیا اہم مشکلات اس راہ میں حائل ہیں۔ ہر مقالہ کے بعد Panel کے دوسرے ممبران اور کانفرنس میں شامل ہونے والے نمائندگان کی طرف سے علمی سوالات ہوتے جن میں مختلف مذاہب کی تعلیم اور موجودہ پوزیشن کے مختلف پہلو مزید نمایاں کئے جاتے تھے۔ مجھ سے کئی پروفیسروں نے کہا کہ اس میں شبہ نہیں کہ عملی طور پر اسلام ہی ایک معیاری برادری کے قیام میں دوسرے مذاہب کی نسبت زیادہ کامیاب ہوا ہے۔ امید ہے کہ انشاء اللہ خاکسار کا مقالہ اس ایسوسی ایشن کے رسالہ Journal of Bible and Religion میں بھی شائع ہوگا۔

اس کانفرنس کے ایک اور اجلاس میں عیسائی پروفیسروں کی طرف سے اور بھی مقالے پڑھے گئے۔ جن میں سے ایک کا ذکر یہاں پر بے محل نہ ہوگا۔ اس پرچہ میں اس کے لکھنے والے سکالر نے جو انگلستان سے آیا تھا۔ یہ بیان کیا کہ اگرچہ موجودہ صدی کی ابتداء تک عیسائی دنیا کے لئے مسیح کی بن باپ پیدائش کا مسئلہ ایک بنیادی حیثیت رکھتا تھا۔ لیکن ہمارے ہم عصر عیسائی علماء کی اکثریت اب اس امر پر متفق ہے کہ ابن مسیح کی معجزانہ ولادت کا عیسوی رجحانات پر کوئی نمایاں اثر نہیں ہے۔ نیز کہا کہ نئے عہد نامہ سے قطعی طور پر حضرت مسیح علیہ السلام کی بن باپ ولادت کا ثبوت ملتا ہے۔

شکاگو کے مختصر قیام میں برادرم عبدالشکور صاحب کنزے نے بھی ایک پبلک جلسہ کا انتظام کیا تھا جس میں احباب جماعت کے علاوہ بعض پروفیسران اور عرب ممالک کے مسلمان طلباء شامل تھے۔ یہاں پر ایک لیکچر کا موقعہ ملا۔ اس جلسہ میں دو تعلیم یافتہ نوجوان داخل سلسلہ احمدیہ ہوئے۔ اللہ تعالیٰ انہیں استقامت اور تفقہ فی الدین عطا فرمائے آمین

شکاگو سے خاکسار کو بذریعہ طیارہ واپس آنا پڑا کیونکہ واشنگٹن میں دوسرے روز صبح کو ہی "World Culture week" کے سلسلہ میں ایک مقامی ادارہ میں تقریر تھی۔ اس میں بھی کئی سو طلباء شامل ہوئے لیکچر کا موضوع "کمیونزم کے مقابلہ میں اسلام کی اہمیت" تھا۔ جو دلچسپی کے ساتھ سنا گیا۔

الغرض یہ سفر جو چند روز پر مشتمل تھا خدا تعالیٰ کے فضل سے بہت معروف اور مفید ثابت ہوئے۔ بالخصوص بائیبل کے معلمین کی کانفرنس کے سلسلہ میں کئی ایک یونیورسٹیوں کے پروفیسران کے ساتھ اچھے تعلقات قائم ہو گئے۔ امید ہے کہ انشاء اللہ مستقبل میں ان اداروں میں بھی اسلامی تعلیم کے تعارف کے مواقع پیدا ہوتے رہیں گے۔

وباللہ التوفیق

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

خدا تعالےٰ کے خالص دوستوں کی علامتیں

(۱) "خدا تعالےٰ کے خاص دوستوں کی یہ علامتیں ہیں کہ ایک خالص محبت ان کو عطا کی جاتی ہے جس کا اندازہ کرنا اس جہان کے لوگوں کا کام نہیں۔

(۲) ان کے دلوں پر ایک خوف بھی ہوتا ہے۔ جس کی وجہ سے وہ دقائق اطاعت کی رعایت رکھتے ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ یار قدیم آزردہ ہو جائے۔

(۳) ان کو خارق عادت استقامت دی جاتی ہے۔ کہ اپنے وقت پر دیکھنے والوں کو حیران کر دیتی ہے۔

(۴) جب ان کو کوئی بہت ستاتا ہے۔ اور باز نہیں آتا۔ تو ان کے لئے غضب اس ذات قوی کا جوان کا متولی ہے۔ یک دفعہ بھڑکتا ہے۔

(۵) جب ان سے کوئی بہت دوستی کرتا ہے۔ اور سچی وفاداری اور اخلاص کے ساتھ ان کی راہ میں فدا ہو جاتا ہے۔ تو خدا تعالےٰ اس کو اپنی طرف کھینچتا ہے۔ اور اس پر ایک خاص رحمت نازل کرتا ہے۔

(۶) ان کی دعائیں بہ نسبت اوروں کے بہت زیادہ قبول ہوتی ہیں۔ یہاں تک کہ وہ شمار نہیں کر سکتے۔ کہ کس قدر قبول ہوئیں۔

(۷) ان پر اکثر اسرار غیب ظاہر کئے جاتے ہیں۔ اور وہ باتیں جو ابھی ظہور میں نہیں آئیں ان پر کھولی جاتی ہیں۔ اگرچہ اور مومنوں کو بھی سچی خوابیں اور سچے مکاشفات معلوم ہو جاتے ہیں۔ مگر یہ لوگ تمام دنیا سے نمبر اول پر ہوتے ہیں۔

(۸) خدا تعالےٰ خاص طور پر ان کا متولی ہو جاتا ہے اور جس طرح اپنے بچوں کی کوئی پرورش کرتا ہے اس سے بھی زیادہ نگاہ رحمت ان پر رکھتا ہے۔"

(ازالہ اوہام حصہ دوم)

انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون

بیشک ہم نے ہی قرآن مجید نازل کیا ہے اور ہم ہی اسکے محافظ ہیں

(از مکرم حافظ شفیق احمد صاحب معلم الحفاظ الجامعۃ الاحمدیہ ربوہ)

آیت مندرجہ بالا کی تفسیر کرتے ہوئے حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالے بنصرہ العزیز تفسیر کبیر جلد ۳ میں فرماتے ہیں:۔

"دوسرا سوال یہ ہے۔ کہ کیا یہ اتفاقی ہے کہ قرآن شریف آج تک محفوظ ہے۔ اسلامی تاریخ بتاتی ہے کہ یہ اتفاق نہیں۔ بلکہ اس کی حفاظت الکتاب اور قرآن مبین کے دو ذریعوں سے ہوتی ہے جن کا ذکر اس سورۃ کے شروع ہی میں کیا گیا ہے۔ شروع نزول ہی سے اس کی آیات لکھی جانے لگیں اور اس کی حفاظت ہوتی گئی۔ اور پھر اللہ تعالے نے اسے ایسے عشاق عطا کئے جو اسکے ایک ایک لفظ کو حفظ کرتے اور رات دن خود پڑھتے اور دوسروں کو سناتے تھے"۔

آگے چلکر حضور فرماتے ہیں:۔

"اسی لئے اللہ تعالے نے فرمایا۔ انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون کہ ایسے لوگ ہم پیدا کرتے رہیں گے جو اسے حفظ کریں گے۔ آج اس اعلان پر تیرہ سو سال ہو چکے ہیں اور قرآن مجید کے کروڑوں حافظ گذر چکے ہیں۔ بعض یورپین ناواقفیت کی وجہ سے کہدیا کرتے ہیں کہ اتنا بڑا قرآن کس کو یاد رہتا ہوگا مگر قادیان اور (اب ربوہ میں) میں کئی حافظ مل سکتے ہیں۔ جنہیں اچھی طرح سے قرآن یاد ہے۔ چنانچہ میرے بڑے لڑکے ناصر احمد سلمہ اللہ تعالے نے بھی گیارہ سال کی عمر میں قرآن کریم حفظ کر لیا تھا۔ اصل بات یہ ہے کہ اللہ تعالے نے قرآن مجید کو اپنے خاص تصرف سے ایسے الفاظ اور ایسی ترکیب سے نازل فرمایا ہے کہ وہ سہولت سے حفظ ہو جاتا ہے"۔

اسی سلسلہ میں مزید فرماتے ہیں:۔

"پس قرآن مجید کی زبان اللہ تعالے کے پیدا کردہ سامانوں میں سے ہے جن کے ذریعہ سے قرآن مجید کی حفاظت کی جاتی ہے۔ سب سے اول اللہ تعالے نے ایسے آدمیوں کو پیدا کیا جو اسے شروع سے کر آخیر تک حفظ کرتے ہیں"۔

حضور ایدہ اللہ تعالے کے مندرجہ بالا ارشادات نقل کرنے کے بعد میں قارئین کی توجہ اس طرف مبذول کرانی چاہتا ہوں کہ ہماری جماعت اللہ تعالے کے فضل وکرم سے قرآن مجید کی معنوی حفاظت تو احسن طور پر کر رہی ہے لیکن لفظی حفاظت کی طرف جماعت توجہ نہیں کرتی جتنی اسے کرنی چاہیئے۔ حالانکہ جس طرح معنوی حفاظت ضروری ہے اسی طرح لفظی حفاظت بھی ضروری ہے۔ جس طرح ایک پھل کے اندر کا گودا اور مغز محفوظ نہیں رہ سکتا۔ جب تک کہ اس کے اوپر چھلکا نہ ہو۔ جس طرح پھل کے مغز کو محفوظ رکھنے کے لئے اس کے اوپر چھلکے کا ہونا ضروری ہے۔۔

. . . .

. . . . اسی طرح علوم اور مغز قرآن کو محفوظ رکھنے کے لئے کچھ نہ کچھ حفاظ کا ہونا ضروری ہے۔ قرون اولیٰ کے مسلمانوں میں حفظ قرآن کا اس قدر شوق تھا کہ عورتیں تک بھی قرآن مجید حفظ کرتی تھیں۔ لیکن اب حفظ قرآن کا رواج کم ہو گیا ہے۔ اور نسبتاً بہت تھوڑے حفاظ پائے جاتے ہیں۔ جس طرح ہر نیکی میں اور ہر کام میں ہماری جماعت دوسروں سے آگے ہے اسی طرح قرآن مجید کی لفظی حفاظت کے معاملہ میں بھی اسے آگے آنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ اسکے علاوہ اب رمضان المبارک قریب آرہا ہے۔ اور بہت سی جماعتوں کی طرف تراویح میں قرآن مجید سنانے کے لئے مرکز سے حفاظ طلب کئے جائینگے اور جب مرکز سے بہت سی جماعتوں میں حفاظ پہنچ سکیں گے۔ تو جماعتیں حفاظ کی کمی محسوس کرینگی اگر جماعتیں اس کمی کو محسوس کریں۔ اور قرآن مجید کی معنوی حفاظت کے ساتھ لفظی حفاظت کی طرف توجہ کریں۔ تو اللہ تعالے کے فضل وکرم سے ہماری جماعت میں بھی بکثرت حفاظ پیدا ہو سکتے ہیں۔ اس ضرورت کے لئے جامعہ احمدیہ ربوہ میں حافظ کلاس جاری ہے۔ جس میں طلباء کو قرآن مجید حفظ کرایا جاتا ہے۔ چونکہ جماعت کی اس طرف خاص توجہ نہیں۔ اسلئے عموماً اس کلاس میں نابینے اور معذور لڑکے ہی داخل ہوتے ہیں۔ جس کا جماعتوں کو نمایاں فائدہ نہیں ہوتا

(باقی صفحہ ۸ پر)

بحث و نظر

قادیانی تحریک کے متعلق ایک سوال اور اس کا جواب

(۱)

معاصر المنیر نے اپنے مخصوص کالم "دلوں کی سیر" میں اس سوال پر بحث کی ہے کہ پوری امت کی پیہم مخالفت کے باوجود قادیانیت کیوں پروان چڑھی اور ترقی پذیر ہے۔

اس سلسلے میں اس نے چند خلاؤں کی نشاندہی کی ہے۔ جن کے باعث امت کا جہاد حق اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہو سکا۔

"پہلا" خلا"۔ یہ ہے کہ اس جہاد میں مثبت اقدار کم سے کم تھیں اور منفی زیادہ مثلاً ختم نبوت کو محض جذباتی رنگ میں پیش کیا گیا حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم اور حضور کے پیام کو اس طرح پیش نہ کیا گیا کہ مسلمان کسی نئی نبوت کی ضرورت ہی تسلیم نہ کرتے۔ پھر ایک طرف ختم نبوت کا دعویٰ کیا گیا۔ مگر ساتھ ہی ایسے "حضرت ثانی" کا وجود تسلیم کیا گیا۔ جن کا ہر لفظ شریعت کا حکم رکھے۔ اسی طرح عملی زندگی میں شریعت مصطفوی کو نافذ نہ کیا گیا۔ اور آخر میں یہ کہ ختم نبوت کو وحدت امت کا لازمی تقاضا نہ ثابت کیا گیا۔ بلکہ مسلمانوں نے ایک دوسرے کی تکفیر کو رواج عام دے دیا۔ اور سطحی ذہن کے آدمی اس فریب میں مبتلا ہو گئے کہ سب مسلمان کافر ہو چکے ہیں۔ تو اب ایک ایسے شخص کی ضرورت ہے۔ جو ان کو کفر سے نکال کر اسلام کی راہ دکھا سکے۔

ہم یہ نہیں کہتے کہ یہ تجزیہ اپنے اندر وزن نہیں رکھتا۔ مگر ہمیں اندیشہ ہے کہ یہ صورت حال کا مکمل تجزیہ نہیں۔

وقت کی صورت حالات کا نقشہ

قادیانیت کے فروغ وترقی کے اسباب علمی استدلالی اور کلامی سے زیادہ عملی اور سیاسی ہیں۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے جب ۱۸۸۰ء میں الہام ومہدیت کا دعویٰ کیا۔ تو ہندوستان میں انگریزوں کے مکمل استیلاء کو صرف ۲۰ برس ہوئے تھے ۱۸۳۱ء میں ایک تحریک اقامت دین بالاکوٹ کے جلوہ گاہ شہادت میں بظاہر ناکام ہو چکی تھی اور ۱۸۵۷ء میں ہندوستان کے مسلمانوں کے اقتدار کی وہ ٹمٹماتی ہوئی آخری شمع بھی بجھ چکی تھی۔ جو بہر حال مسلمانوں کے مایوس اور تاریک دلوں میں ایک امید کی کرن روشن رکھتی تھی۔ دوسری طرف انگریزی اقتدار کے جلو میں سرکاری پادری جدید علم کلام کے حربوں سے اسلام کی حقانیتوں پر حملہ آور تھے۔ اور مسلمانوں کو بتاتے تھے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمانوں پر زندہ ہیں۔ اور حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فوت ہو چکے ہیں۔ اس لئے عیسائیوں کو دنیا میں عروج اور غلبہ حاصل ہے اور مسلمانوں کی قسمت میں نامرادی و ناکامی۔ اس کے ساتھ ہی وہ منطق وفلسفہ اور سائنس کے مسلمات کی رو سے اسلامی تعلیمات کو خلاف عقل ثابت کر رہے تھے۔ اور چونکہ حکومت بھی ان کی پشت پر تھی اسلئے ان کا استدلال عوام کو متاثر اور مرعوب کر رہا تھا۔ دوسری طرف سوامی دیانند نے ہندوؤں کے زوال کو روکنے اور ان کو مغربی تہذیب وتمدن اور علم ودانش کی مرعوبیت اور ہندو دھرم کی کمزوریوں سے نجات دلانے کے لئے بالکل عقلی اصولوں کے مطابق ویدک دھرم کی تعبیر پیش کرنا شروع کر دیا تھا اور چونکہ ملکی لڑائی کے ذریعے وہ ہندو دھرم اور دوسرے مذاہب کی تردید بھی کر رہے تھے۔ اس کے لئے انہوں نے اپنے علم کی کمی کو طنز واستہزاء کے ذریعے پورا کیا۔

جب مسلمان چاروں طرف سے اس طرح گھرے ہوئے تھے۔ تو ہر وہ شخص جس نے ان کے مذہب کی حفاظت وحمایت کا ادعاء کیا مسلمانوں نے اسے سر آنکھوں پر بٹھایا۔ چنانچہ سر سید احمد خاں مرحوم کو علمائے ہند کے مقابلے میں تعلیم یافتہ مسلمانوں میں جو زیادہ محبوبیت حاصل ہوئی۔ تو اسکی وجہ بھی یہ تھی کہ انہوں نے تشکیک کے ان کانٹوں کا "مداوا" مہیا کیا جو پادریوں اور پرچارکوں نے ان کے دلوں میں چبھو دئے تھے۔

ہر چند سر سید کا علم کلام اسلامی علوم کا بوجھ نہیں اٹھا سکتا تھا۔ اور قرآن وسنت کی جو تعبیر وہ پیش کرتے تھے۔ وہ حقیقت سے بہت دور تھی۔ لیکن چونکہ اس سے بعض لوگوں کے دلوں کے شکوک رفع ہوتے تھے۔ اور اسلام کی حقانیت کے متعلق ان کے اضطراب کو سکون ملتا تھا۔ اسلئے وہ لوگ ان کے معتقد اور نیچری کہلانے پر فخر کرنے لگے۔ انسانی فطرت کی اس کمزوری کو ہم لوگ پوری تاریخ میں . . . . . . کارفرما پاتے ہیں۔ چنانچہ جو لوگ احادیث کے متعلق مطمئن نہ ہو سکے انہوں نے منکرین حدیث کا قلادہ عقیدت اپنے گلوں میں ڈال لیا اور ایک زمانہ میں مولوی عبد اللہ چکڑالوی کے حامیان وانصار کی خاصی تعداد پیدا ہو گئی تھی۔ یہی صورت حال ہم سیاسیات میں پاتے ہیں۔ جنگ عظیم اول کے بعد جب خلافت عثمانیہ پر زوال آیا اور برطانوی حکومت نے

اپنے عہد و پیمان کو فراموش کر کے سلطنت عثمانیہ کے حصے بخرے کر دیئے اور مسلمانوں کے دل کا روگ خان بہادروں اور سروں سے دُور نہ ہو سکا۔ تو جو لوگ اس کا مداوا کے کر اٹھے۔ مسلمانوں نے ان کی گاڑیاں کھینچیں۔ لیکن جب مسلمان ہندوؤں کی چیرہ دستیوں سے پریشان ہوئے۔ اور انتہا پسند مسلمانوں نے ان کی دادرسی نہ کی۔ تو مسلمان پھر سروں خان بہادروں اور ٹوڈیوں کے علم قیادت تلے جمع ہو گئے۔ اور طبقہ احرار کو انہوں نے سرپائے استحقار سے ٹھکرا دیا۔

بالکل یہی کیفیت مرزا غلام احمدؐ قادیانی کے معاملے میں پیش آئی۔ جب وہ اسلام کی حمایت کا علم لیکر اٹھے۔ اور انہوں نے اپنے مخصوص علم کلام سے غیر مسلموں کا مقابلہ کرنا شروع کیا۔ تو مسلمانوں نے ان کو بھی ہاتھوں ہاتھ لیا۔ خصوصًا وہ جدید طبقہ جو مغربی علوم سے مرعوب ہو کر عیسائیت کی طرف راغب ہو رہا تھا۔ اور جسے سرسید کا علم کلام بھی بوجوہ مطمئن نہیں کر سکا تھا۔ اس نے جب یہ دیکھا کہ سرسید کی طرح اسلامی مسلمات کا کھلم کھلا انکار کرنے کی بجائے مرزا غلام احمدؐ قادیانی قرآن ہی سے ان کے انکار کا مواد پیش کر رہے ہیں۔ تو وہ ان کی طرف متوجہ ہو گیا۔ چنانچہ مرزا غلام احمدؐ قادیانی کے زیادہ نمایاں ساتھیوں میں سے اکثر ایسے تھے۔ کہ اگر وہ قادیان نہ جاتے۔ تو عیسائی ہو جاتے۔ مولوی محمدؐ علی ایم۔اے اور خواجہ کمال الدین اسی قسم کے لوگوں میں تھے۔

سیاسی صورت حالات کا نقشہ

مرزا غلام احمدؐ قادیانی کی مقبولیت کی علمی وجہ یہ تھی۔ اس کے علاوہ ایک وجہ سیاسی بھی تھی۔ جس زمانے میں مرزا صاحب نے مہدویت کا دعویٰ کیا ہے۔ اس زمانہ میں ہرچند مسلمانانِ ہند انگریزی حکومت سے سیاسی شکست کھا چکے تھے، مگر ابھی ان کے اندر کی روح جہاد مردہ نہیں ہوئی تھی۔ اور انہوں نے انگریز کی غلامی کو ذہنی طور پر قبول نہیں کیا تھا۔ انگریز بھی اس حقیقت کو خوب سمجھتے تھے۔ علی الخصوص جبکہ وہابی تحریک پورے ملک کے زندہ اور جی دار مسلمانوں میں اندر ہی اندر مقبول تھی، اور چمرقند کے مجاہدین ان کی امیدوں کا سہارا سمجھے جاتے تھے۔ مسلمانوں کے جسم غلام ہو چکے تھے، مگر دل بدستور باغی تھے۔ انگریز اس روح حریت سے خائف اور اس کو کچلنے کے درپے تھے۔

اسی زمانے میں سوڈان کے ایک پسماندہ اور تاریک گوشے سے ایک مردِ خدا اٹھا۔ اور اس کے چند ہزار درویشوں نے عظیم برطانوی سلطنت کے دانت کھٹے کر دیئے۔ ۱۸۸۲ء میں سید محمدؐ احمد مہدی سوڈانی نے انگریزوں اور مصریوں کی مشترکہ طاقت کے خلاف علم جہاد بلند کیا۔ اور دو سال میں انہوں نے توڑے دار بندوقوں کے ذریعے برطانوی توپوں کو خاموش کر کے ۱۸۸۵ء میں خرطوم پر بھی قبضہ کر لیا۔ اور پورے سوڈان پر خالص اسلامی حکومت کا پرچم لہرانے لگا۔ جس کا زیر نگیں علاقہ الذین ان مکنّٰھم فی الارض اقاموا الصلٰوۃ واٰتوا الزکٰوۃ وامروا بالمعروف ونھوا عن المنکر کے ارشاد ربانی کی عملی تفسیر کا مظہر تھا۔

——— (۲) ———

اشاعت گذشتہ میں صورت حال کی داستان اس مقام پر پہنچ گئی تھی۔ کہ شیخ محمد احمدؐ سوڈانی کی تحریک جہاد نے برطانیہ کی عظیم الشان سلطنت کو سوڈان کے صحراؤں میں رسوا کر کے رکھ دیا تھا۔ بقول اقبال ؎

نکل کے صحرا سے جس نے روما کی سلطنت کو اُلٹ دیا تھا
سنا ہے میں نے یہ قدسیوں سے وہ شیر پھر ہوشیار ہوگا

برطانوی قوم حیران تھی کہ یہ مسلمان بھی کس قدر سخت جان ہے۔ تمام دنیا میں کفار سے شکست کھا جانے کے بعد بھی ان کی راکھ میں شرر پنہاں ہیں اور اس کے مفکروں اور سیاستدانوں نے طے کیا کہ جب تک یہ روح جہاد زندہ ہے۔ اس وقت تک مسلمان قوم غلامی پر قانع نہیں ہو سکتی۔ جن لوگوں نے ڈاکٹر ہنٹر کی مشہور کتاب کا مطالعہ کیا ہے۔ ان کو معلوم ہے۔ کہ کس طرح ہندوستان کے مسلمانوں کی روحِ جہاد سے انگریز خائف تھے۔ اور کس طرح انہوں نے اس قوم کو دبانے کچلنے اور ہراساں کرنے کے لیے سیاسی علمی تعلیمی انتظامی اور مذہبی تدابیر اختیار کی تھیں۔ سرسید مرحوم نے انگریزوں کے دل کے اس کانٹے کو نکالنے کے لیے کتابیں لکھیں اس وقت کے خوفزدہ علماء نے حکومت کو وفاداریوں کا یقین دلایا۔ اور محضر نامے تیار کئے۔ اکبر مرحوم نے سرسید اور ان کے ہم خیال لوگوں کے طرزِ عمل پر اس زمانے میں جو طنزیہ نظمیں لکھی ہیں۔ ان سے انگریزوں کے دل کے اس چور کی صاف نشاندہی ہوتی ہے۔ ایک مس محض اسی وجہ سے اکبر سے گریزاں رہتی ہے۔ کہ وہ مسلمان قوم سے تعلق رکھتے ہیں وہ کہتی ہے۔ ؏

بوئے خوں آتی ہے اس قوم کے افسانوں سے

بالآخر اکبر یاد کر کہتے ہیں ؏

میرے اسلام کو تم قصۂ ماضی سمجھو

اور ان کی روایت ہے کہ ؏

ہنس کے کہنے لگی پھر مجھ کو بھی راضی سمجھو

وقت کے دو سوالوں کا قادیانی جواب ٹھیک یہی وہ زمانہ ہے۔ جبکہ مرزا غلام احمدؐ "قادیانی نے ملکہ وکٹوریہ کے عہد سعادت کا ایک وفادار مہدی ہونے کا ادعا کیا۔ اور جہاد اور مہدی کے خونی تصور کے خلاف علم بغاوت بلند کیا۔ اس سے قبل سرسید بھی انگریزوں کو یہ یقین دلا چکے تھے۔ کہ مسلمان روح جہاد سے خالی ہو چکے ہیں۔ اور برطانیہ کا وفادار رعایا بن چکے ہیں۔ اور مسلمانوں کو بھی سمجھا چکے تھے۔ کہ یہ وقت جہاد و قتال کا نہیں ہے۔ تم انگریزوں سے شکست کھا چکے۔ اب اپنی محکومی پر صبر کرو۔ اور اس ملک میں انگریزوں کی وفادار رعایا بن کر سرکار دربار میں اثر و رسوخ پیدا کرو۔ مگر سرسید کی وہ بات مسلمانوں کے دلوں میں اتری نہیں تھی۔ کیونکہ اس کی بنیاد شرعی استدلال پر نہیں تھی۔ اور مسلمانوں کا ہمیشہ سے قاعدہ رہا ہے۔ کہ اگر وہ اپنی دنیوی اغراض کے لیے بھی اسلام سے منحرف ہونا چاہیں۔ تو اس کے لیے خدا و رسولؐ ہی سے سند حاصل کرنا چاہتے ہیں ؎

خلاف حکم نبی شیخ تھوکتا بھی نہیں
مگر اندھیرے اجالے وہ چوکتا بھی نہیں

یہ "اندھیرا اجالا" شرعی استدلال ہے۔ مسلمان اگر حسینؓ کا سر بھی قلم کرتا ہے۔ تو کسی شرعی حکم کا سہارا لے کر۔ اور ترکوں کے خلاف برطانیہ کی طرف سے حملہ آور بھی ہوتا ہے۔ تو علماء کا فتویٰ دیکھ کر۔ مرزا غلام احمدؐ نے اگر غیر مسلم پرچارکوں اور اسلام کے معترضوں سے گھبرائے ہوئے لوگوں کے لیے ایک سہارا مہیا کیا۔ وفات مسیحؑ کا اعلان کر کے انہوں نے پادریوں کا منہ بند کیا۔ اور قرآن مجید اور احادیث کے متشابہات کے اقرار آمیز انکار کے ذریعے مغربی علوم سے متاثر مسلمانوں کو مطمئن کیا۔ سرسید کے برعکس انہوں نے کسی چیز کا انکار نہیں کیا۔ بلکہ اس کی ایک ایسی توجیہہ پیش کی کہ

باغباں بھی خوش رہے راضی رہے صیاد بھی

اور جو مسلمان انگریزی حکومت کی اطاعت پر خود کو رضامند نہیں پا رہے تھے۔ اور مہدی و عیسیٰ کے انتظار میں مبتلا تھے۔ ان کے لیے تسکین کا سامان بہم پہنچایا۔ انہوں نے مہدی و عیسیٰ کا تصور ہی بدل دیا۔ اور ڈوبتے ہوئے لوگوں نے اس تنکے کا سہارا لے کر اپنا ایمان بچانے کی کوشش کی۔ اب مہدی و عیسیٰ دجال کو قتل کرنے کے لیے آنے والے نہیں تھے۔ نہ ان کا یہ کام تھا۔ کہ وہ کفار سے جہاد کریں۔ بلکہ وہ صرف مباحثے مناظرے اور تبلیغ کے ذریعہ پادریوں کو شکست دینے کے لیے آنے والے تھے۔ باقی رہے انگریز تو وہ اولوالامر تھے۔ اور اولوالامر کی اطاعت ازروئے قرآن واجب تھی۔

قادیانی تحریک کا فروغ

اس علم کلام کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ مرزا صاحب کو مسلمانوں کی حمایت حاصل ہو گئی۔ اور پھر مناظروں اور مباحثوں کے ذریعے مرزا صاحب اپنے دعاوی میں جو سیڑھیاں چڑھتے گئے۔ ان کے مرید ان کو بھی پھاندتے گئے۔

مسلمان علماء نے ان کی تردید اور مخالفت میں صرف بحث و مناظرہ کیا۔ اور دلائل کا انبار لگا دیا۔ مگر یہ دلائل ان لوگوں کو کیا اپیل کرتے جو محسوس کرتے تھے۔ کہ ان کے دلوں کی بہت سی بے اطمینانیوں سے ان کو نجات مل گئی تھی۔ جن امور کو غیر مسلم مناظروں نے خلاف عقل قرار دیا تھا۔ مرزا صاحب نے کہا۔ وہ سرے سے اسلام کے عقائد ہی نہیں۔ سیاسی اعتبار سے دلوں میں جو یہ خلفشار تھا۔ کہ مسلمان ہو کر کفار کی اطاعت و خدمت کیا معنی اس کو مرزا صاحب نے یہ کہہ کر دور کر دیا۔ کہ انگریز اولوالامر ہیں۔ اور میں جہاد ہی کو حرام کرنے کے لیے آیا ہوں۔ اس کے ساتھ ہی جب انہوں نے تبلیغ اسلام کے نام سے ایک منظم جدوجہد بھی شروع کر دی۔ تو مسلمانوں کو ان سے زیادہ اور حسن ظن پیدا ہو گیا۔ اور وہ علماء کی مخالفتوں کو اسی وجہ سے نظر انداز کر گئے۔ کہ علماء ان کے عقلی اور سیاسی اضطراب کو دور نہیں کر سکتے تھے۔ یہ ہے تجزیہ ہمارے نزدیک قادیانی تحریک کے فروغ و قیام کا۔ اور ہماری گذارش کا خلاصہ یہ ہے۔ کہ اس نے وقت کے بعض سوالوں کا جواب دیا۔ وہ جواب صحیح تھے یا غلط اس لیے یہاں بحث نہیں۔ لیکن چونکہ حضرات علماء نے ان سوالوں کا صحیح جواب بھی نہ دیا۔ لہٰذا جن لوگوں کو قادیانی تحریک کا جواب پسند آ گیا۔ وہ اس کے ساتھ شامل ہو گئے۔ اور ایسے لوگوں کو یہ بات نہیں روک سکتی تھی۔ کہ جس جواب کو تم پسند کر رہے ہو وہ غلط ہے۔

(سہ روزہ ایشیا لاہور مورخہ ۹ مارچ و ۱۳ مارچ ۱۹۵۶ء)

تقریب نکاح

چودھری محمود احمدؐ صاحب ولد چودھری محمدؐ صادق صاحب آف کرشن نگر لاہور کا نکاح ہمراہ ثریا مسعودہ صاحبہ میر بنت خواجہ محمدؐ صدیق میر صاحب ۶۲ مزنگ روڈ لاہور بعوض مبلغ پانچہزار روپیہ حق مہر خاکسار نے پڑھا۔ احباب دعا فرمائیں۔ کہ اللہ تعالیٰ یہ رشتہ جانبین کے لیے مبارک کرے آمین۔

خاکسار سید بہاول شاہ سیکرٹری رشد و اصلاح جماعت احمدیہ لاہور۔

نوٹ:۔ اس تقریب پر فریقین نے پانچ پانچ روپے مساجد بیرونی ممالک فنڈ میں دینے کے علاوہ پانچ روپے اعانت الفضل کے لیے بھی دیئے۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء۔ (مینیجر)

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیا کریں۔

یوم جمہوریہ کی تقریب پر

احمدی جماعتوں کی طرف سے استحکام پاکستان کے لئے دعائیں، جلسے اور چراغاں

لاہور

جماعت احمدیہ لاہور نے یوم اسلامی جمہوریہ حکومت پاکستان نہایت اہتمام سے منایا۔ ہدایات کے مطابق ۲۳/۳/۵٦ کے روز تمام مساجد احمدیہ بالعموم اور مرکزی مسجد احمدیہ بیرون دہلی دروازہ بالخصوص رنگ برنگ کی خوبصورت جھنڈیوں سے سجائی گئیں۔ نماز فجر کے بعد مساجد میں اور دوسری جگہوں میں جہاں نماز باجماعت کا انتظام ہے حکومت پاکستان کے استحکام کے لئے دعائیں کی گئیں اور غرباء میں کھانا تقسیم کیا گیا۔

خطبہ نماز جمعہ میں مکرم امیر صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشادات پڑھ کر سنائے جن میں تلقین تھی کہ پاکستان کی پوری حفاظت کی جائے اسے مضبوط سے مضبوط حکومت بنایا جائے اس ملک کی حکومت کو حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی حکومت بنایا جائے۔ اس طرح پر قومی و انفرادی زندگی میں اسلام کو پورے طور پر داخل کر دیا جائے اور اس بات کو کبھی نظر انداز نہ ہونے دیا جائے کہ ہم نے ساری دنیا میں اسلام کو قائم کرنا ہے۔ اور ساری دنیا میں حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا بلند کرنا ہے۔

نماز جمعہ کے بعد مکرم جناب امیر صاحب نے جماعت کے غیر معمولی اجتماع میں مندرجہ ذیل ریزولیوشن پیش کیا جس کی متفقہ طور پر تائید کی گئی۔

"جماعت احمدیہ لاہور کا یہ غیر معمولی اجتماع اسلامی جمہوریہ پاکستان کے قیام کی بابرکت اور پرسعادت تقریب پر انتہائی دلی مسرت و شادمانی کے جذبات کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے حضور اظہار تشکر کرتے ہوئے صدر اسلامی جمہوریہ پاکستان کی خدمت میں اور ان کے توسط سے حکومت پاکستان نیز ان اراکین کی خدمت عالیہ میں جنہوں نے دستور کی تکمیل کے لئے شب و روز کوشش کی ہدیہ مبارکباد پیش کرتا ہے۔

نیز اللہ تعالیٰ کے حضور دست بدعا ہے کہ وہ ہر قدم پر پاکستان کی حفاظت و نصرت فرمائے اور اسے ترقی دے۔ آمین"

اس کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پرانے صحابی مکرم حضرت مولوی فضل الٰہی صاحب بھیروی نے لمبی دعا کروائی۔

مذکورہ بالا ریزولیوشن کے مفہوم کا تار محترم صدر صاحب جمہوریہ حکومت پاکستان کی خدمت میں ارسال کیا گیا اور نقول پریس میں بھیجی گئیں۔

اس موقعہ پر جماعت احمدیہ لاہور کی طرف سے چھوٹا سا نہایت خوبصورت پمفلٹ بیس ہزار کی تعداد میں تقسیم کیا گیا جس میں ملک بھر کے باشندوں کی خدمت میں مبارکباد پیش کی گئی کہ ہر ایک پاکستانی کو اپنے بہترین شہری ہونے کا ثبوت اس طرح پر دینا چاہیئے کہ وہ اپنے ذمے کے فرائض پوری طرح ادا کرے ہر شعبہ میں حکومت کا ہاتھ بٹائیں (۲) قربانی کے مطالبات پر ان کا قدم آگے ہی آگے بڑھے۔

شام کے وقت جودھامل بلڈنگ میں بھی غرباء میں کھانا تقسیم کیا گیا۔ اس تقسیم میں دوسرے احباب کے علاوہ مکرم جناب امیر صاحب نے خود بھی حصہ لیا۔

مرکزی مسجد بیرون دہلی دروازہ میں وسیع پیمانے پر چراغاں کیا گیا۔ احمدی احباب نے اپنے گھروں کو خوبصورت جھنڈیوں سے سجایا اور رات کے وقت گھروں میں چراغاں کیا۔

محمد عبد الحق
نائب امیر جماعت احمدیہ لاہور

ڈھاکہ (مشرقی بنگال)

یوم جمہوریہ پاکستان کے موقعہ پر انجمن احمدیہ ڈھاکہ کی عمارت کو جھنڈیوں اور خوبصورت گیٹ سے سجایا گیا۔ صبح چھ بجے پاکستانی جھنڈا لہرانے کی رسم ادا کی گئی۔ اور اجتماعی طور پر پاکستان کے استحکام اور ترقی کے لئے دعا کی گئی۔ اسی طرح نماز جمعہ میں بھی دعا کی گئی۔

نماز کے بعد مکرم قائمقام امیر صاحبزادہ میاں ظفر احمد صاحب نے بچوں اور غرباء میں مٹھائی تقسیم کی۔ انجمن میں چراغاں کیا گیا۔ نیز پریذیڈنٹ جمہوریہ پاکستان۔ پرائم منسٹر پاکستان اور گورنر مشرقی پاکستان کو مبارکبادی کے تار دیئے گئے۔ جن میں ان کو جماعت احمدیہ ایسٹ پاکستان کے مکمل تعاون اور وفاداری کا یقین دلایا گیا۔

(محمد اجمل شاہد از ڈھاکہ)

سیالکوٹ

مؤرخہ ۲۳ مارچ ۱۹۵٦ء کو حکام ضلع سیالکوٹ کے تجویز کردہ پروگرام اور ناظر صاحب امور خارجہ ربوہ کی ہدایت کے ماتحت یوم جمہوریہ کی تقریب پورے اہتمام کے ساتھ منائی گئی۔ نماز فجر کے بعد جامعہ احمدیہ سیالکوٹ پر پاکستانی پرچم لہرایا گیا۔ ۱۱½ بجے رام تلائی میں زیر صدارت شیخ منظور الٰہی صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر سیالکوٹ ایک عام جلسہ منعقد ہوا۔ احباب جماعت نے اس میں شرکت کی۔ خطبہ جمعہ میں سید امجد علی شاہ صاحب نے اسلامی جمہوریہ پاکستان کی اہمیت اور ہماری ذمہ داریوں کی طرف احباب کو توجہ دلائی۔

نماز جمعہ کے بعد پاکستان کے استحکام اور خوشحالی کے لئے اجتماعی دعا کی گئی۔ عصر کے وقت غرباء میں کھانا تقسیم کیا گیا۔ جامعہ مسجد احمدیہ کو جھنڈیوں سے سجایا گیا اور اس میں بجلی کے بلب لگائے گئے۔

زنانہ احمدیہ ہائی سکول سیالکوٹ میں بچوں کو مٹھائی تقسیم کی گئی۔ شام کے وقت محترمہ ہیڈ مسٹرس صاحبہ نے اپنی استانیوں اور طالبات کے تعاون سے چراغاں کیا۔

قاسم الدین امیر جماعت احمدیہ سیالکوٹ

پشاور

مجلس خدام الاحمدیہ پشاور نے یوم جمہوریہ پاکستان شان و شوکت سے منایا۔ مسجد احمدیہ پشاور شہر اور مسجد احمدیہ سول کوارٹرز میں جھنڈیاں لگائی گئیں۔ بعد از نماز جمعہ سول کوارٹرز کی مسجد میں ایک جلسہ منعقد کیا گیا۔ جلسہ کے اختتام پر چائے کی دعوت دی گئی رات کو دونوں مساجد میں چراغاں کیا گیا۔ (بشیر احمد صدیقی)

ڈیرہ اسمٰعیل خاں

مؤرخہ ۲۳/۳/۵٦ کو جماعت احمدیہ ڈیرہ اسماعیل خاں نے جشن اسلامیہ جمہوریہ پاکستان نہایت تزک و احتشام کے ساتھ منایا۔

نماز فجر کے بعد مسجد احمدیہ میں پاکستان کی سلامتی اور استحکام کے لئے اجتماعی دعا کی گئی مسجد احمدیہ کے سامنے کشمیری بازار میں ایک شاندار گیٹ بنایا گیا۔ رنگ برنگ کی جھنڈیوں کے ساتھ بازار کو مزین کیا گیا۔ ایک سفید کپڑے پر مندرجہ ذیل عبارت لکھ کر گیٹ کے ساتھ آویزاں کی گئی۔ "یوم اسلامی جمہوریہ پاکستان مبارک پیش کردہ جماعت احمدیہ ڈیرہ اسماعیل خاں"

نماز جمعہ میں پاکستان کی سلامتی اور استحکام کے لئے پھر اجتماعی دعا کی گئی۔

نماز عصر کے بعد مسجد احمدیہ کے ہال میں جماعت کے دوستوں کو چائے پر مدعو کیا گیا۔ رات کے وقت مسجد احمدیہ کے گیٹ اور لائبریری پر چراغاں کیا گیا۔

رحمت اللہ خاں شاہد ڈیرہ اسماعیل خاں

قصور

مؤرخہ ۲۳/۳/۵٦ کو یوم جمہوریہ کی تقریب سعید منائی گئی۔ جماعت احمدیہ قصور نے نماز جمعہ کے بعد اجتماعی دعا کی اور جھنڈیوں سے دوکانوں کو سجایا گیا۔ رات کو چراغاں بھی کیا گیا

رات کو جناب امیر صاحب کی طرف سے ایک دیگ چاول اور ملک غلام محمد اینڈ کمپنی قصور کی طرف سے میٹھے چاول پکا کر غرباء میں تقسیم کئے گئے۔

محمد صادق فاروقی
جنرل سیکرٹری جماعت احمدیہ قصور

چک ۳۵ جنوبی سرگودھا

۲۳ مارچ کو پاکستان جمہوریہ کی خوشی میں جلسہ کیا گیا۔ اجتماعی طور پر دعا کی گئی اور رات کو چراغاں کیا گیا۔

ہدایت اللہ نمبردار
پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ ۳۵ سرگودھا

محمود آباد جہلم

مؤرخہ ۲۳/۳/۵٦ بروز جمعہ "یوم اسلامی جمہوریہ پاکستان" کے موقعہ پر احمدی نوجوان اور بچے مختلف کھیلوں میں شامل ہوئے۔ جمعہ کی نماز کے بعد مجموعی طور پر پاکستان کی ترقی اور سلامتی کے لئے دعا کی گئی رات کو چراغاں کیا گیا۔

محمد شریف قائد محمود آباد جہلم

لالہ موسیٰ

۲۳ مارچ بعد نماز جمعہ مسجد احمدیہ لالہ موسیٰ میں اجلاس منعقد ہوا جس میں اسلامی جمہوریہ پاکستان

کے استحکام کے واسطے دعائیں کی گئیں اور مٹھائی تقسیم کی گئی اور رات کو مسجد احمدیہ لالہ موسیٰ میں چراغاں کیا گیا

حاجی اللہ دتہ پریذیڈنٹ لالہ موسیٰ

لالیاں

مورخہ ۲۳/۳/۵۶ کو جماعت احمدیہ لالیاں نے یوم جمہوریہ کی خوشی میں دوکانوں پر جھنڈیاں لگائیں اور رات کو چراغاں کیا گیا۔ نماز جمعہ میں استحکام پاکستان اور اس کی ترقی کے لئے دعا مانگی گئی

فضل حق پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ

کنری

مورخہ ۲۳ مارچ بروز جمعہ اہالیان کنری نے یوم اسلامی جمہوریہ پاکستان منایا۔ ممبران خدام الاحمدیہ فجر کی نماز کے بعد ہی مسجد احمدیہ میں جمع ہو گئے اور وہاں سے منظم طریق پر بشمول احباب جماعت جلوس کا انتظام کیا گیا

جلوس میں تمام مقامی اداروں اور معززین شہر نے حصہ لیا۔

جلوس اسلامی جمہوریہ پاکستان زندہ باد کے نعرے لگاتا ہوا قاضی سلطان ہائی سکول کے وسیع میدان میں جمع ہوا جہاں دیگر تقریبات کا انتظام کیا گیا تھا سب سے پہلے پاکستانی پرچم کو سلامی دی گئی۔ اس کے بعد قاضی سلطان صاحب کی صدارت میں جلسہ ہوا۔ جس میں مولوی عبد الباقی صاحب۔ مولوی غلام احمد صاحب فرخ مبلغ سلسلہ احمدیہ اور حاجی ابراہیم صاحب نے تقریریں کیں۔ اس کے بعد قاضی سلطان ہائی سکول اور مقامی پرائمری سکول اور خدام الاحمدیہ نے کھیلوں کا مظاہرہ کیا۔ اس کے بعد مٹھائی تقسیم کی گئی۔

نماز جمعہ کے وقت تمام مساجد میں پاکستان کے استحکام بقاء اور کامیابی کیلئے دعائیں مانگی گئیں۔ تین بجے سے کر شام تک کرکٹ اور والی بال کی ٹیموں کے باہمی مقابلے ہوئے۔ خواتین کنری نے بھی اس تقریب کو شاندار طریق پر منایا۔ کھیلوں کے مظاہرے کئے گئے اور پھر انعامات تقسیم کئے گئے اور مٹھائی بانٹی گئی شام کو اہالیان شہر نے اپنی اپنی دکانوں اور مکانوں پر چراغاں کیا

عبد الغفور بھٹی سیکرٹری رشد و اصلاح کنری

لیڈر (بقیہ صـ۳)

اور ہم سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مہدی و مسیح صرف اسی لئے مانتے ہیں کہ ہمارا یقین ہو چکا ہے کہ آپ اسلام کے فروغ اور قیام کے لئے ہی کھڑے ہوئے ہیں اور آپ نے جو کچھ بھی کیا ہے خواہ اپنی تفصیلات میں وہ بعض لوگوں کو صحیح روشنی میں نظر نہ آئے وہ سب کچھ آپ نے اسلام کے فروغ و قیام کے لئے ہی کیا ہے اور جماعت احمدیہ کے فروغ و قیام کی قیمت اسی قدر ہے جس قدر کہ وہ اسلام کے فروغ و قیام کے لئے جدو جہد کرتی ہے۔ اور اس کے سوا کچھ بھی نہیں ؎

وہ ہے میں چیز کیا ہوں بس فیصلہ یہی ہے

چنیوٹ

۲۳ مارچ ۵۶ء کو بعد نماز مغرب مسجد احمدیہ چنیوٹ میں جھنڈیوں اور چراغاں کے ذریعہ اظہار خوشی کیا گیا اور جلسہ منعقد کر کے پاکستان کا یوم جمہوریہ منایا گیا۔

(ڈاکٹر محمد عبد الحمید سیکرٹری امور عامہ چنیوٹ)

تہال

مورخہ ۲۳ مارچ کو مسجد احمدیہ تہال میں ایک جلسہ ہوا اور جلسہ کے اختتام پر پاکستان کی ترقی اور خوشحالی کیلئے مجموعی طور پر دعا کی گئی۔

جنرل سیکرٹری

فتح پور ضلع گجرات

۲۳/۳/۵۶ کو جماعت احمدیہ فتح پور ضلع گجرات نے اسلامی جمہوریہ پاکستان کا جشن شاندار طریق پر منایا۔ نماز فجر کے بعد استحکام پاکستان کے لئے دعائیں کرتے ہوئے پاکستانی پرچم مسجد احمدیہ پر لہرایا گیا۔ اس کے بعد مقامی مڈل سکول کے جلوس میں حصہ لیا۔ گیارہ بجے سکول گراؤنڈ میں جلسہ ہوا۔ اختتام جلسہ پر جماعت نے مٹھائی تقسیم کی۔ نماز جمعہ کے بعد مجموعی طور پر مسجد احمدیہ میں پاکستان کے استحکام کی دعا کی گئی مسجد احمدیہ پر شاندار چراغاں کیا گیا اور تقریباً ڈیڑھ صد غرباء کو کھانا کھلایا گیا۔

(محمد عالم پریذیڈنٹ فتح پور)

پاکستان کی صنعتی ترقی

فولاد اور لوہے کا کارخانہ

پاکستان میں لوہے اور فولاد کی صنعت کو ترقی دینے کے لئے شہرہ آفاق جرمن فرم کرپس کے تعاون سے، جس کے ساتھ پی آئی ڈی سی کا دس سالہ معاہدہ ۱۹۵۴ء میں ہو چکا ہے۔

تحقیقات سے پتہ چلا ہے کہ سابق صوبہ ہائے پنجاب و سرحد میں لوہے کی کچھ کانیں ہیں جن کی مدد سے پاکستان میں لوہے اور فولاد کا کارخانہ قائم کیا جا سکتا ہے۔ کرپس پی آئی ڈی سی۔ منصوبہ کا پہلا قدم یہ ہوگا کہ ۷۵ لاکھ پونڈ کے سرمایہ سے فیکٹری قائم کی جائے جس کی سالانہ پیداوار پچاس ہزار ٹن INGOTS ہوگی۔ اس میں وہ رولنگ ملوں کا قیام بھی شامل ہے۔ جو ہر سال ایک لاکھ ۱۲ ہزار ٹن لوہے کی سلاخیں وغیرہ اور ۸۶ ہزار ٹن لوہے کی چادریں تیار کرے گی۔ اس سکیم کے دوسرے دور میں تین لاکھ ٹن سالانہ فولادی INGOTS اور پچاس ہزار ٹن سالانہ پگ آئرن تیار کرنے والے کارخانے قائم کئے جائیں گے۔ ان کارخانوں پر ایک کروڑ ۹۵ لاکھ پونڈ صرف ہوں گے جن میں سے ۱۰ فیصد سرمایہ کرپس لگائے گا اور ما بقی پی۔ آئی۔ ڈی سی

کاسٹک سوڈا

پی۔ آئی۔ ڈی۔ سی کی جانب سے کاسٹک سوڈا کے موجودہ پلانٹ نوشہرہ اور چندراگونا میں قائم کئے گئے ہیں " روزانہ ۲۰ ٹن کاسٹک سوڈا تیار کر رہے ہیں۔ نوشہرہ میں ڈی۔ ڈی ٹی کا بھی ایک پلانٹ قائم کر دیا گیا ہے۔ یہ پلانٹ عالمی ادارہ صحت اور یونی سیف کی طرف سے قائم کیا گیا ہے — یہ سالانہ ۷۰۰ لانگ ٹن سو فیصدی ڈی ڈی ٹی تیار کریگی دس ٹن کے گندھک کے تیزاب کے اس نجی پلانٹ کے ماسوا جو کراچی میں ہے۔ لائل پور اور چندراگونا میں مزید دو کارخانے قائم کئے جا چکے ہیں۔ لائلپور کا کارخانہ ہر سال اپنے گندھک کے تیزاب کو سوپر فاسفیٹ میں تبدیل کرے گا۔ اس طرح سالانہ ۷ ہزار ٹن سوپر فاسفیٹ بھی تیار ہوا کرے گا۔

داؤد خیل (مقل) میں کچھ ہزار ٹن کا امونیم سلفیٹ کا ایک پلانٹ بھی قائم کیا گیا ہے جو ۱۹۵۶ء کے وسط سے کام کرنے لگے گا ... پونڈ فی پر چالیس لاکھ ... ہزار پونڈ صرف ہوں گے۔ اور یہ عالمی ادارہ اغذیہ و زراعت (F.A.O) کے زیر اہتمام قائم کیا گیا ہے جو اس کے ابتدائی اخراجات برداشت کریگا

گودیاں

پی آئی ڈی سی نے کراچی میں جہازوں کی مرمت کرنے والی گودی کراچی ڈاک یارڈ اور کھلنا ڈاک یارڈ کی اسکیم مرتب کی ہے۔ جہازوں کی مرمت کرنے والی گودی پر تیس لاکھ پونڈ خرچ ہوں گے۔ اس کا اصل مقصد تو جہازوں کی مرمت ہے۔ لیکن اس گودی میں تین ہزار ٹن تک کے جہاز بھی تیار کئے جا سکیں گے۔ اس اسکیم کا دوسرا دور بارہ ہزار ٹن تک کے جہازوں کی تیاری کا منصوبہ ہے۔ جو ۱۹۵۷ء تک مکمل ہو جائے گا۔ کھلنا میں ۱۵ لاکھ پونڈ کے صرفے سے ترمیم و مرمت اور Dry Docking کا انتظام کیا جا رہا ہے

شکر

گو شکر سازی کی صنعت کو خاصی ترقی دی جا چکی ہے۔ تاہم شکر کی سالانہ پیداوار ملک کی ایک تہائی ضرورت کی بھی تکمیل نہیں کرتی۔ جوہر آباد اور لیہ (مقل) میں شکر کے دو کارخانے چالو ہو چکے ہیں۔ جو سالانہ ۴۲ ہزار ٹن شکر تیار کریں گے۔ کھانڈ کے دو اور کارخانے چارسدہ اور ٹھاکر گاؤں (مشرقی پاکستان) میں اس سال کے آخر تک چالو ہو جائیں گے۔ اور سالانہ ۴۲ ہزار ٹن کھانڈ تیار کریں گے۔

غذا کو محفوظ رکھنے کے لئے:۔ METAL. CONTAINERS کی تیاری کا بھی اہتمام کیا جا رہا ہے۔ اسی طرح شیشہ کی تیاری کے لئے دو بڑے سائز کے خود حرکی:۔ GLASS CONTAINERS بھی قائم کئے جا رہے ہیں۔

درخواست دعا

بندہ معہ اپنے بھائی ایم غوث حسن خاں کے چند ایک فوجداری مقدمات میں ماخوذ ہے احباب کرام دعا فرمادیں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں باعزت بری فرمادے

خاکسار محمد بخش پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ شہر سلطان ضلع مظفر گڑھ

اعلان نکاح

میرے بھانجے عزیزم محمود احمد صاحب پسر برادرم عبد اللطیف صاحب گوجرانوالہ کا نکاح ایک ہزار روپیہ مہر پر عزیزہ قمر النساء بیگم بنت مکرم مولوی عبد الغنی صاحب مولوی فاضل عربک ٹیچر چک جھمرہ کے ساتھ مسجد احمدیہ گوجرانوالہ میں مورخہ ۲۸/۱/۵۶ بعد نماز مغرب مکرم مولوی محمد حسین صاحب مولوی فاضل نے پڑھا۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ یہ رشتہ جانبین کے لئے مبارک کرے آمین۔

(خواجہ عبد الکریم خالد راولپنڈی)

صاحبزادہ مرزا رفیع احمد صاحب کی مراجعت

(بقیہ صفحہ اول)

اسٹیشن پر قدم رکھتے ہی آپ سب سے پہلے حضرت مرزا بشیر احمد صاحب سے ملاقی ہوئے اور حضرت میاں صاحب موصوف سے معانقہ و معانقہ کا شرف حاصل کیا۔ بعدہٗ تمام احباب جماعت نے باری باری آپ سے معانقہ و معانقہ کیا اور بکثرت پھولوں کے ہار پہنا کر مرکز سلسلہ میں مراجعت پر مبارکباد دی یہ معانقے و معانقہ کا سلسلہ دیر تک جاری رہا۔ اور اس دوران میں فضا بار بار نعرۂ تکبیر اور اسلام زندہ باد۔ احمدیت زندہ باد۔ امیر المومنین زندہ باد۔ مبلغ انڈونیشیا زندہ باد۔ صاحبزادہ مرزا رفیع احمد زندہ باد کے نعروں سے گونجتی رہی بعدہٗ آپ موٹر کار میں قصر خلافت تشریف لے گئے

آپ اعلائے کلمۃ الحق کے سلسلہ میں ۵ جون ۱۹۵۴ء کو ربوہ سے انڈونیشیا جانے کی غرض سے روانہ ہوئے تھے۔ وہاں آپ پونے دو سال تک فریضۂ تبلیغ ادا کرنے کے بعد پاکستان واپس تشریف لانے کے لئے ۱۸ مارچ ۵۶ء کو بذریعہ ہوائی جہاز روانہ ہوئے۔ اور سنگاپور میں چند روز قیام فرمانے کے بعد ۲۲ مارچ کو کراچی پہنچے۔ جہاں سے آپ ۲۸ مارچ کی شام بذریعہ چناب ایکسپریس ربوہ تشریف لائے

اللہ تعالےٰ مرکز سلسلہ میں آپ کا واپس تشریف لانا خود آپ کے لئے اور سلسلہ احمدیہ کے لئے مبارک کرے۔ آمین۔ اللّٰھم آمین

امریکی فوجیں واپس بلا لی جائیں

آئس لینڈ کا مطالبہ

واشنگٹن ۲۹ مارچ۔ آئس لینڈ نے مطالبہ کیا ہے کہ اس کے علاقے سے تمام امریکی فوجیں ہٹا لی جائیں کل آئس لینڈ کی پارلیمنٹ نے ایک قرارداد منظور کی جس میں مطالبہ کیا گیا کہ فوجوں کے قیام کے بارے میں ۱۹۵۱ء میں جو معاہدہ ہوا تھا اس پر نظر ثانی کی جائے۔ گذشتہ جنگ عظیم کے بعد سے وہاں امریکی فوجیں مقیم ہیں اور اب انہیں معاہدہ اوقیانوس کی کمان کے تحت کر دیا گیا ہے۔ فوجوں کے انخلاء کے مسئلہ پر اختلاف کی وجہ سے گذشتہ ہفتہ آئس لینڈ کے وزیر اعظم نے استعفار دے دیا تھا۔ ان کی حکومت نگران حکومت کے طور پر آئندہ ماہ جون تک کام کرتی رہے گی۔

(بقیہ صفحہ ۲)

انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون

سوائے اس کے کہ چند ایک جماعتوں میں رمضان المبارک کے ایام میں قرآن مجید سننے کے لئے حفاظ بھجوا دئے جاتے ہیں۔ لیکن یہ بھی قلیل تعداد میں اسلئے جماعتوں کو اس طرف بھی توجہ کرنی چاہیئے۔ کہ وہ ذہین اور محنتی اور حفظ قرآن کا شوق رکھنے والے بچوں کو ربوہ بھجوائیں۔ جو حفظ قرآن کے بعد مزید دینی تعلیم حاصل کر کے سلسلہ اور خود ان کی جماعت کے لئے مفید ثابت ہوں۔ بعض مستحق طلباء کو جامعہ احمدیہ کی طرف سے وظائف بھی دئے جاتے ہیں۔ امید ہے کہ احباب جماعت قرآن مجید کی مندرجہ بالا آیت کو مدنظر رکھتے ہوئے اپنی جماعت میں سے ایسے ہونہار بچوں کو حفظ قرآن کے لئے ربوہ بھیجنے یا بھجوانے کی کوشش فرما دیں گے۔ جو قرآن مجید حفظ کر کے اللہ تعالےٰ کے منشار کو پورا کرنے والے ہوں۔ جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے بھی فرمایا ہے کہ

"انا نحن نزلنا الذکر
وانا لہ لحافظون"
کہ ایسے لوگ ہم پیدا کرتے رہیں گے
جو اسے حفظ کریں گے!

پس آیت مندرجہ بالا کا اپنے بچوں کو مصداق بنانے کی کوشش فرما دیں اور تفسیر کبیر جلد ۳ صفحہ ۵۱۳ و صفحہ ۵۱۴ کی عبارات خود بھی پڑھیں اور بچوں کو بھی ترغیب دیں کہ وہ قرآن مجید حفظ کرنے کا اپنے اندر شوق اور محبت پیدا کریں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ آپ کو اس نیک تحریک میں حصہ لینے کی سعادت نصیب کرے۔

اللّٰھم آمین

درخواست دعاء

میرا لڑکا مقبول احمد عمر ۹ سال چند دنوں سے بعارضہ ٹائیفائڈ بیمار ہے۔ احباب سے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالےٰ صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے آمین

محمد شفیع کارکن مہمان خانہ ربوہ

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴